ہونے کی وجہ سے ان کی بڑی مخالفت ہوئی لیکن شاہ جی مرتے دم تک احرار میں شامل رہے۔ شاہ جی میں استقلال بھی تھا اور استقامت بھی۔ وہ مصلحتوں کے آدمی نہیں تھے۔ وہ بڑے صاف سچے اور کھرے انسان تھے۔ اور ایمان کی بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بھی تھے۔ اور آڑے وقت میں انکا سب سے مضبوط اور قابل اعتماد سہارا بھی تھے۔ وہ خطیب تھے۔ ادیب نہیں تھے۔ لیکن جب وہ تقریر کرتے تو یوں لگتا کہ جیسے ادب اور شاعری انکی شخصیت اور خطابت میں گھل مل گئی ہے۔ دم تقریر بڑے بڑے ادیب اور شاعر ان کا منہ دیکھتے رہ جاتے۔

اللہ تعالیٰ شاہ جی کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین) ہم بھی کیسے بد نصیب اور احسان فراموش ہیں کہ اتنے بڑے جادو بیان اور سرفروش خطیب کو بھلا بیٹھے جس کی ساری زندگی قوم کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے میں کٹ گئی۔ مولانا ظفر علی خان اور شاہ جی کا آخری زمانہ قابلِ عبرت ہے۔ مولانا تو مفلوج ہو گئے تھے لیکن شاہ جی کو گردو پیش کے حالات اور قوم کی بے حسی نے مفلوج کر دیا تھا۔

جیسے خورشید کوئی اس کے گریبان میں ہے

جس کے ایمان کی گرمی مرے ایمان میں ہے — اس کو اللہ سلامت رکھے ملتان میں ہے
دیکھ کر اس کا خلوص اس کی محبت اے دوست — تو کہے ہاں ابھی انسانیت انسان میں ہے
اس کی آنکھوں سے ٹپکتا ہے حمیت کا خمار — اس کا دل ڈوبا ہوا نشۂ عرفان میں ہے
کتنی تاریک فضاؤں کو اجالے بخشے — جیسے خورشید کوئی اس کے گریبان میں ہے
اس کو باطل کے مقابل میں ہمیشہ دیکھا — پرچمِ حق کو سنبھالے ہوئے میدان میں ہے
میرا دعویٰ ہے کہ اس دور میں اس جیسا خطیب — نہ عرب میں ہے نہ ترکی میں نہ ایران میں ہے
وہ کھویا ہوا لاچار آج ضعیفی کے سبب — ورنہ پھر کشتیٔ قوم اک نئے طوفان میں ہے

کم نظر کو نظر آسکتا نہیں اس کا مقام
دیدہ ور کہتے ہیں کہ وہ منزل ایقان میں ہے

امین گیلانی